# مقالہ

# در مسئلۂ وحدت الوجود

از

افادات الشیخ مکّی رحمۃ اللہ علیہ

جو ایک قدیم مخطوطہ "العجائب الغربی فی حل مشکلات الشیخ محی الدین العربی" کی ایک فصل ہے

بہ ترتیب و تصحیح و تقدمہ و تحشیہ

ڈاکٹر محمد احمد صدیقی بی۔اے آنرز۔ ایم۔اے ڈی فل فاضل کامل

استاد عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی

باہتمام

عبد المجید مطبع اسرار کریمی الہ آباد میں شائع ہوا

قیمت لہر

# مقالہ

# در مسئلہ وحدت الوجود

از

افادات الشیخ مکّی رحمۃ اللہ علیہ

جو ایک قدیم مخطوطہ "الجانب الغربی فی حل مشکلات الشیخ محی الدین العربی" کی ایک فصل ہے

بہ ترتیب و تصحیح و مقدمہ و تحشیہ

ڈاکٹر محمد احمد صدیقی بی اے آنرز ایم اے ڈی فل فاضل کامل

اُستاد عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی

باہتمام

عبد المجید مطبع اسرار کریمی الہ آباد میں شائع ہوا

۱۹۵۴ء
۱۳۷۳ھ

قیمت ۸ر

# فہرست



## ملنے کا پتہ


۱ ۔ خود مصنف
۲ ۔ منیجر اسرار کریمی پریس جانسین گنج الہ آباد ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

## حامداً و مصلیاً و مسلماً

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلّم کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر دنیا میں بھیجا آپ نے مخلوق کو خالق سے قرب حاصل کرنے کا طریقہ سکھایا قرآن و حدیث میں تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کے راستے بتائے گئے ہیں حضور علیہ السلام کے بتاتے ہوئے طریقوں کو آپ کے نائبین یعنی علمائے ربّانی نے لوگوں میں پھیلایا اور تشنگان جام محبت کو بادۂ معرفت سے بہرہ اندوز بنایا یہ وہ جماعت ہے جو علماً و عملاً نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پیروی میں دن رات مشغول رہتی ہے اسی مقدس جماعت کو صوفیہ اور ارباب تصوّف کہا کرتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ بقول حضرت شہید محبت جناب مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی قدس سرہ کے "تمام عالم میں حضرات اہل تصوف ہی کا فرقہ ہے جو خالق کا برگزیدہ خلق کا پسندیدہ ہے انھیں حضرات کے قلوب اللہ کی سچّی محبت کے مسکن اسرار الٰہیہ کے مخزن حقائق و معارف حقّہ کے معدن ہیں" ائمہ تصوف نے اپنی تالیفات میں وہ حقائق بیان فرمائے ہیں جن سے طالبان معرفت بے شمار برکات و انوار حاصل کرتے ہیں۔ لیکن ان حضرات کی تحریروں میں بعض دقیق اور غامض

مضامین پائے جاتے ہیں اور بعض عبارتیں اُن کی خاص مصطلحات پر مشتمل ہیں
اِن امور کی وجہ سے منکرین تصوف نے صوفیہ کے کلام پر اعتراضات
وارد کئے اور بعض لوگ ان اکابر کے مخالف ہو گئے جو سخت حرمان کا موجب
ہے اس کے ساتھ ہی بعض متصوفین نے اِن کلمات طیبہ کو غلط طریقہ پر
سمجھا اور اپنے سمجھے ہوئے مفہوم کو جو درحقیقت اُن اکابر کے مضمون کا صحیح
مطلب نہ تھا تصوف کا مسئلہ سمجھا اور اسی کی اشاعت کرنے لگے خود بھی گمراہ
ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اس طرح مخالفین اور موافقین دونوں سے
صحیح طریق کو ضرر پہنچا اس پر نظر کر کے علمائے ربانی نے اِن اکابر قدس سرہم
کے مضامین کی تشریح کر کے صحیح مطلب سمجھانے کی کوشش کی منکرین کے
اعتراضات کو دفع کیا اور غلط مفہوم سمجھنے والوں کی غلطی کو ظاہر کیا۔ جزاہم اللہ
خیر الجزاء۔ ائمہ تصوف میں سے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی
تصانیف میں ایسے مضامین بہت ہیں اور ان کے منکرین و معترضین بھی بکثرت
ہوئے اور ان کی عبارتوں سے غلط مراد لیکر غلط بات کو حقیقی تصوف سمجھنے والے
اور اسی کو لوگوں میں پھیلانے والے بھی کثیر التعداد ہوتے۔ ان کے بیان کئے ہوئے
دقائق میں وحدۃ الوجود کا مسئلہ نہایت دقیق ہے۔

یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نفس مسئلہ وحدت الوجود کی مختصر اور عام فہم
تعریف کر دیجائے تاکہ ناظرین کو نفس مضمون کے متعلق مجمل بصیرت ہو جائے اور
رسالہ کا مطالعہ سہل ہو

لیکن یہ مسئلہ چونکہ معرکۃ الآرا ہونے کے ساتھ ساتھ بیحد نازک اور مزلۃ الاقدام
بھی ہے اس لئے میں قدوۃ المتاخرین مقدام العارفین حکیم الامۃ مجدد الملۃ
مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فاروقی حنفی چشتی قدس اللہ سرہ کی بعض ضروری

عبارتیں یہاں نقل کر دیتا ہوں -

**نفسِ مسئلہ** | اس مسئلہ کو عموماً مسئلۂ وحدت الوجود۔ توحید وجودی۔ ہمہ اوست کے ناموں سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ مسئلہ حضرت شیخ اکبر (محی الدین ابن عربی) کی کتابوں اور تعبیروں سے مشہور ہوا ہے۔ مولانا تھانوی فرماتے ہیں :-

"ممکنات کا وجود صرف ظاہری ہے ورنہ حقیقت میں کوئی بجز ذات حق کے موجود یعنی موصوف بکمال ہستی نہیں۔ اسی مضمون کو ہمہ اوست سے تعبیر کرتے ہیں۔ ......مگر "ہمہ اوست کے معنی یہ نہیں کہ "ہمہ" اور "او" ایک ہی ہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ہمہ کی ہستی لائق شمار نہیں صرف او کی ہستی قابل اعتبار ہے ........ ......... ہر صفت کے دو مرتبے ہوتے ہیں ایک کامل ایک ناقص، اور کامل کے روبرو ناقص ہمیشہ کالعدم سمجھا جاتا ہے مثلاً ادنیٰ درجہ کا حاکم اجلاس پر بیٹھا ہوا شان حکومت دکھلا رہا ہو کہ بادشاہ وقت آپہنچا، اس کے دیکھتے ہی حکومت کا نشہ ہرن ہو گیا۔ اب جو اپنے اختیارات کو اقتدار شاہی کے سامنے دیکھتا ہے، تو ان کا نام و نشان نہیں پاتا، نیچے کو گڑا جاتا ہے، نہ آواز نکلتی ہے، نہ سر اٹھتا ہے۔ تو گو اس صورت میں اس کا منصب و عہدہ معدوم نہیں ہوا، مگر کالعدم ضرور ہے -

"پس اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ گو ممکنات موجود ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وجود دیا ہے، تو موجود کیوں نہ ہوتے۔ مگر وجود حق کے سامنے ان کا وجود نہایت ناقص و ضعیف و حقیر ہے، اس لئے گو اس کو عدم نہ کہیں مگر کالعدم ضرور کہیں گے۔ تو جب یہ کالعدم ہوا تو واقعی و معتدبہ وجود ایک ہی رہ گیا۔ یہی معنی ہیں وحدت الوجود کے کیونکہ اس کا لفظی ترجمہ ہے وجود کا ایک ہونا سو ایک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ دوسرا ہے سہی مگر اس کا ہونا ایسا ہے جیسا نہیں ہے

اسی کو مبالغۃً وحدت الوجود کہا جاتا ہے۔ شیخ سعدی نے خوب ہی فرمایا ہے۔

یکے قطرہ از ابر نیساں چکید — خجل شد چو پہنائے دریا بدید
کہ جائیکہ دریاست من کیستم — گر او ہست حقا کہ من نیستم
ہمہ ہرچہ ہستند ازو کمترند — کہ با ہستیش نام ہستی برند

شیخ نے تو تصریح کر دی کہ ہست تو سب ہیں، مگر ان کی ہستی حق تعالیٰ کے سامنے ہستی کہنے کے قابل نہیں مولانا روم نے ایک مصرعہ ——— (زندہ معشوق است و عاشق مردہ) میں اسی کو ایک مثال سے بیان کیا ہے کہ حضرت حق کو مثل زندہ کے سمجھو، اور ممکن کو مثل مردہ کے کہ گو لاش بھی کسی درجہ کا وجود رکھتی ہے، مگر زندہ کے روبرو اس کی ہستی قابل اعتبار نہیں۔"

اسی طرح توحید وجودی کی ایک اور تقریر حکیم الامت نے اس طرح فرمائی ہے:۔

"موجودات عالم مطلق وجود میں باہم مشترک ہیں اور انواع وجود میں جن کو ظہورات کہتے ہیں باہم مختلف و متغائر ہیں یعنی ہر موجود میں وجود کا ظہور جدا گانہ آثار کے ساتھ ہے، مثلاً پانی میں وہی وجود اس طرح کا ظاہر ہوا کہ آگ کا بجھا دینا اس کے آثار سے ہیں اور اہل کشوف کو تحقق ہو گیا ہے کہ یہ وجود جو تمام موجودات میں مشترک ہے ماہیت واحدہ ہے یعنی ہر موجود کا حصۂ وجود دوسرے موجود کے حصہ سے وجود و ماہیت میں مختلف نہیں، صرف آثار و عوارض کا اختلاف ہے۔

"باقی وجود مشترک تمام موجودات میں حال یعنی حق تعالیٰ کی وجود بخشی کا ظل یا فیضان ہے۔ بالفاظ دیگر حق تعالیٰ اس فیضان میں سب کے ساتھ یکساں ہے۔ حاصل اس کا بھی یہی ہے کہ جب مختلف موجودات یا ممکنات سے نظر مرتفع ہوگی تو وجود واجب ہی نظر میں رہ جائے گا۔ (تجدید تصوف [۱۲۳])

امر آخر وسبب هذا المشهد[1] لکونه ما یحققون تحقیق اهله فلو
یحققوا به ما قالوا بذالك - ومیر سید شریف در حاشیهٔ تجرید ومولانا سعدالدین
در شرح مقاصد ذکر ایں وجه کرده اند واظهار کفر ضلالت ایشاں نموده اند
اما سید شریف در حاشیهٔ تجرید چنیں فرموده که جماعتے از صوفیه بریں رفته اند که نیست
در واقع الا الذات واحده که در وی ترکیب نیست اصلا و او را صفاتیست که عین
اوست و او حقیقت وجود است که منزه است در حد ذات خود از جوانب عدم و
سمات امکان - مر او راست تقییدات بقیود اعتقادیه وبحسب آں نماینده
می شود موجودات متمایزه پس متوهم می شود ازاں تعدد حقیقی و ایں خروج است
از طور عقل چه بداهته[2] شاهد است بتکثر وتعدد موجودات تعدد حقیقی و شاهد است
باینکه ذوات و حقائق مختلفه بالحقیقه اند نه باعتبار - وکسانیکه بایں گفتار رفته اند
و دعوی میکنند اسناد آں بمکاشفات و مشاهدات میکنند و می گویند وصول آں
بمباحث عقل و دلالت ممکن نیست[3] بلکه عقل معزول است دریںجا آنچنانکه حس
از مدرکات عقل معزول است اما کسانیکه بدرجات عقل مقید اند قائل اند باینکه
هرچه عقل شهادت کند باو مقبول است و هرچه شهادت نکند باو مردود است و
میگویند که طورے ورائے عقل نیست و چنیں می دانند که آں مکاشفات و مشاهدات
بتقدیر صحت مأول است بچیزے که موافق عقل است پس ایشاں بشهادت مذاهب
عقل نزد ایشاں مستغنی اند از اقامت برهان بر ابطال امثال و می شمرند تجویز اد
مکابره کرا التفات باو نباید کرد ایں ترجمه کلام سید است واما مولانا سعدالدین در

---

[1] قلمی نسخہ میں یوں ہے "هذا المشهد لکونه ما یتحققون نه تحقق اهله"

[2] اصل نسخہ میں ہے "چه بدیهه او شاهد است"

[3] اصل نسخہ میں ہے "نیـ[.....]ک میں نے تصحیح کیا نیست بلکه

پس وجود او مقید شد بغیر پس مطلق او وجود نباشد و عبارت شیخ موافق ایں است فافہم معنی
ان الفلاسفۃ صرحوا بان ایجادہ تعالی للعالم ہو من لوازم ذاتہ فیمتنع خلوہ عنہ
فانکروا القدرۃ واثبتوا لہ الایجاب وایں عین تقیید وجود حق است بوجود
عالم کہ مستلزم قدم است وچوں شیخ رضی اللہ عنہ نفی علیت بایں معنی کردہ
باشد ہر آئینہ اثبات اختیار کردہ باشد پس ذات حق من حیث ہی قطع نظر از
امور اعتباری نفس الامری مثل قدرۃ وارادۃ از وی ہیچ صادر نشد پس علت[۱]......
از فتوحات فرمودہ کہ بداں کہ ذات حق نشد ظاہر از وجیزے اصلا از یں حیثیت کہ
ذات است بے آنکہ منسوب شود یا وام آخر و آں امر آخر آں است کہ بذات نسبت آں کنند کہ او
قادر است بر ایجاد۔ ایں نزد ما است و نزد اہل حق۔ یا بآں ذات نسبت کنند کہ او
علت است و نیست ایں مذہب ما۔ واو صحیح نمی شود ولیکن بود غرض ما از جہت
آں مخالف ما کہ نزد او مقرر کنیم کہ او نسبت وجود عالم بذات حق نکرد واز یں حیثیت
کہ او ذات حق است بانکہ نسبت نکرد باو علت و لہذا ایراد مذہب او کردیم با:
وجود نسبت قادریت بآں ذات لابد است از روے امر ثالث و آں
ارادہ است وارادۃ ایجاد است مراں عین را کہ مقصود است بایجاد پس موجود نشد
کون الا از فردیت یعنی جز ذات، قدرۃ وارادۃ، نہ احدیت یعنی ذات حق کہ احد است
و در باب دوم از فتوحات فرمودہ کہ حق تعالی موجود است بذات خود مطلق الوجود
است و مقید نیست بغیر خود و نہ معلول است و نہ علت ہر چیزے را بلکہ او خالق
معلولات و علل است و بلکہ قدوس لم یزل است و عالم موجود است باللہ
سبحانہ نہ بذات خود مقید است بوجود حق تعالے۔ پس فرق عظیم باشد میان قول
شیخ کہ اللہ وجود مطلق است و میان قول وجودیہ ملاحدہ کہ اللہ وجود مطلق است

[۱] اصل نسخہ میں یہاں تھوڑا سا کرم خوردہ ہے" جو میرے نزدیک" نشد در باب اول" ہوگا

کند خواہ ایجاد غیر۔ و منازعت دریں باب مکابرہ است۔ دلیل دیگر۔ ہر مفہومے
کہ مغائر وجود است مانند انسان مثلاً مادام کہ وجود منضم با و نشود بوجہے از وجوہ او
در نفس الامر موجود نیست قطعاً۔ و مادام کہ ملاحظۂ انضمام وجود با و نکند حکم نکنند
حکم باینکہ او موجود است نتواں کردن۔ پس ہر مفہومے کہ مغایر وجود است او محتاج
است در موجود بودن خود بغیر او۔ و ممکن است چہ امکان را معنی دیگر نیست
الا آنکہ او محتاج است در موجود بودن بغیر پس ہر مفہومے کہ او مغایر وجود باشد
او ممکن باشد و علی ہذا وجود باری تعالیٰ غیر او نباشد و الا ممکن باشد تعالی اللہ
عن ذلک علواً کبیرا۔ سوال۔ اگر گویند کہ ممکن آنست کہ محتاج باشد در موجودیت
خود بغیرے کہ موجد او باشد نہ محتاج بغیرے کہ وجود او باشد۔ جواب۔ چوں احتیاج
بغیر در موجودیت است پس موجودیت را از غیر استفادہ کردہ باشد و معلول
او شدہ باشد و در موجود بودن خود براں غیر موقوف باشد پس ممکن باشد خواہ آں
غیر را وجود او گویند خواہ او را موجد نامند۔ دلیل دیگر۔ واجب در حد ذات خود
منافی عدم است و او ابعد مفہومات است از قبول عدم زیرا کہ ما عداے او را
امتناع از قبول عدم لذاتہ نمی کند بلکہ بواسطۂ وجود امتناع از قبول عدم می کند و
شک نیست کہ واجب آن است کہ منافی عدم لذاتہ باشد نہ آن است کہ منافی
عدم بواسطۂ غیر باشد و وجود منافی عدم است لذاتہ نہ بواسطۂ وجود دیگر و الا
تسلسل در وجود لازم آید پس لازم آمد کہ وجود واجب باشد۔
دلیل دیگر۔ اگر وجود باری غیر او باشد اگر در خارج موجود باشد وجود او غیر او نباشد
دفعاً للتسلسل پس باری تعالیٰ در موجودیت خود محتاج باشد بممکن کہ غیر او
است و آں ممکن در موجودیت خود محتاج بغیر نباشد پس باری تعالیٰ با مکان
اولے باشد تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیرا و اگر در خارج نباشد بلکہ وجود او

بودن او زایل نمی شود هنگام زوال اعتقاد عرضیت باعتقاد جوهریت و زوال
اعتقاد جوهریت باعتقاد واجبیت - پس اگر وجود عین جوهر و عرض بودے
بایستے کہ اعتقاد موجودیت زایل شدے پس معلوم شد کہ وجود مشترک است
میان جوهر و عرض اشتراک معنوی نہ اشتراک لفظی - و چون جناب شیخ ابوالحسن
اشعری رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ ازان اجل و ارفع است کہ سخنے بگوید کہ ظاهر
البطلان باشد هر آئینہ علماء محققین سخن او را بران حمل کردہ اند کہ مراد شیخ
اشعری بعین آن ست کہ وجود ممتاز نیست از ماهیت امتیاز خارجی یعنی در
خارج چیزے نیست کہ او را ماهیت گویند و چیزے دیگر نیست کہ او را وجود گویند
تا آن وجود کہ در خارج است عارض آن ماهیت کہ در خارج است شود و عروض
خارجی مانند عروض سواد مر جسم را چہ در خارج چیزے هست کہ او را جسم گویند و
چیزے دیگر است کہ او را سواد گویند و او عارض جسم شدہ است در خارج عروض
خارجی بلکہ بودن ماهیت در خارج همین نفس حصول و تحقق است لاغیر -
و این عین کلام اشراقین است چہ ایشان گفتہ اند کہ ماهیات بذواتها اثر
فاعل اند یعنی ذات فاعل مستتبع ذات معلول است و چون ذات معلول
در خارج پیدا شد عقل انتزاع کون و حصول و وجود از وے می کند و بر وحمل
میکند - پس هیچ فرقے نہ شد میان این دو کلام الا باینکہ اشراقین بوجود ذهنی
قایل اند پس می گویند کہ وجود عین ماهیت است در خارج و غیر ماهیت است
در ذهن - زیرا کہ او محمول است برو و محمول می باید کہ بموضوع در خارج متحد باشد
و در ذهن مغایر باشد تا حمل صحیح شود چونکہ شیخ اشعری رح بوجود ذهنی قایل نیست
لهذا گفت کہ وجود عین ماهیت است فقط

وصل دوم - در بیان آنکہ آن کلام عین کلام شیخ محی الدین قدس سرہ است

می کنند پس اعتراض نباید کرد که پیدا شدن او ہماں نفس بودن است کہ کون در
وجود و تحقق است زیرا کہ فطانت و فہم در اخذ معانی از الفاظ الطف و اشرف از آن
است کہ مقید بظواہر مدلولات باشد بلکہ اقتضائے آں میکنند کہ معنی را قبل از
تمام تعبیر بالفاظ اخذ کنند۔ والسلام۔ و سید شریف رحمہ در حاشیہ تجرید در دو موضع
بیان ایں معنی نمودہ و چنیں فرمودہ کہ وجود حقیقت متشخصہ نیست و در حد ذات
خود در روے تعدد نیست بوجہے از وجوہ و او قائم است بذات خود و عدم باو متصور
نمی شود اصلاً و امکان باو در راہ نیابد قطعاً۔ و او حقیقت واجب است تعالے و
تقدس و معنی بودن او غیر موجود آن است کہ مر آن حقیقتے را کہ او ممتنع القیام
است بغیر نسبتے خاصہ است باں اگرچہ آں نسبت مجہول الکیفیت است۔
و ایں حقیر می گوید کہ آں نسبت مجہول الکیفیت نیست بلکہ معلوم است چہ او
عبارت از نسبت مبدائیت است و نسبت مبدائیت مجہول الکیفیت نیست
و در موضع آخر از حاشیہ تجرید فرمودہ کہ واجب وجود مطلق است یعنی معرا از تقیید
بغیر و انضمام باو۔ و علیٰ ہذا متصور نمی شود عروض وجود مر ماہیات ممکنہ را
پس نیست معنی موجود بودن ماہیات ممکنہ را الا آنکہ آں ماہیات ممکنہ را نسبتے
مخصوص است بحضرت وجودی کہ قائم است بذات خود۔ و آں نسبت بر وجوہ[1]
مختلف است و انحا شتے۔ و متعذر است اطلاع بر ماہیت آں نسبت۔ پس
موجود کلی باشد اگرچہ وجود جزئی حقیقی است انگاہ فرمود کہ
ہذا ملخص ما ذکرہ بعض المحققین من مشائخنا و قال لا یعلمہ الا
الراسخون فی العلم چوں سید شریف کہ امام متاخرین است ایں معنی را پسندیدہ
است و معرفت او نیز ایں چنیں در علم حوالہ کرد باید مبتدیان نارسیدہ و پیران

[1] اصل نسخہ میں ہے "بر وجوہ ہے مختلفہ"

عہ اصل میں یہاں ''و'' تھا

دیوار کہ خلعت آں آبگینہا است جمیع آں اکوان و الوان و مفاد بہ براں دیوار می
نماید و حال آنکہ نور آفتاب در حد ذات خود ازاں الوان معرا و مبرا است و
جمیع الوان بہ نسبت او ظاہر شدہ لاغیر فرع دوم اعیان ثابتہ کہ موجودات
علم ازلی حق اند کما تقدم بمثابہ آں آبگینہا است و علیٰ ہذا ظہور آثار مختلفہ از
واحد حقیقی بتعدد القوابل جائز باشد و مقارنت او در ہمہ محال نباشد چہ او خارج
از دائرہ زمان است نفس مقارنت او با جمیع اشیاء در آں واحد ممکن باشد
کما تبین فی المثال چہ ہر یکے ازاں اعیان آثارے و احکامے خاص دارد کہ دیگرے
ندارد و مبدائیت وجود واجبی مر آثار و احکام اعیان ثابتہ را در خارج مانند
اشراق نور آفتاب است براں آبگینہا و دیوارے کہ خلعت آں آبگینہا است
مانند وجود خارج است کہ در مقابل و نورے کہ منصبغ شدہ است بالوان
آبگینہا و بر دیوار افتادہ مانند موجودات خارجی ست فافہم و لا تتوہم درایں
مثال نتیجہ چند دارد۔ نتیجہ اول از فرع معلوم شد کہ موجود خارجی دو چیز است
یکے ماہیت و یکے مبدأ مقارن و علیٰ ہذا موجود خارجی دو جہت دارد جہت اول خلقیت
و امکان و عبودیت واں جہت ماہیت است و ایں جہت را باصطلاح ایں
طائفہ فرق گویند و ہر کہ ایں جہت را عین باری گوید کافر است چہ ایں جہت
امکان صرف است و عبودیت محض دوم جہت مبدائیت واں جہت حق است و وجوب و ربوبیت
است و در اصطلاح ایں طائفہ ایں جہت را جمع خوانند نتیجہ دوم از مثال معلوم
شد کہ نورے کہ بر دیوار افتادہ است و با الوان مختلفہ ظاہر شدہ است وجود
خارجی او ست لاغیر و انچہ محقق الوقوع است بر دیوار نور است فقط و الوانے
کہ در وے نمودہ است معدوم موجود نما است و موہوم محقق الفنا است و
وجہت نوریت جمع است و جہت لونیہ فرق است و موجود خارجی جامع است

| | |
|---|---|
| انچہ مطلوب دل وجان ست باجان درد دل است | لیک از مطلوب خود جان بے خبر ہم غافل است |
| منزل جاناں بجان دل ہمی جوید دلم | غافل از جاناں کہ او را در دل جاں منزل است |
| درمیانِ آب وگل آں جان در دل سازد وطن | منزلش گرچہ برون از خطۂ آب وگل است |
| ہر کسے دارند باخود ایں چنیں گنجِ نہاں | لیک ہر کس راز خود بر خود طلسمے مشکل است |

# حاشیہ کتاب

۱۔ متکلمین علم کلام کے جاننے والے۔ یہ لوگ نبی کو مان کر کسی مسئلہ میں دلیل و برہان سے کام لیتے ہیں۔

علم الکلام وہ علم ہے جس میں عقاید دینیہ کو دلائل عقلیہ سے ثابت کرنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ معتزلہ متکلمین کی وہ جماعت ہے جو عقائد میں واصل بن عطا اور جبائی کی متبع ہے۔ حضرت حسن بصری نے واصل بن عطا کو اپنی مجلس سے اسکی عقائد فاسدہ کی وجہ سے برطرف کر دیا تھا اور فرمایا تھا اعتزل عنا یعنی وہ ہماری جماعت سے الگ ہو گیا اس لئے اس کی جماعت کا نام معتزلہ ہو گیا یہ فرقہ اہل سنت سے خارج بدعتی سمجھا جاتا ہے۔ اشعریہ۔ عقائد میں امام ابو الحسن اشعری کی متبع جماعت ہے۔ ماتریدیہ امام ابو منصور ماتریدی کی متبع جماعت اشعریہ اور ماتریدیہ میں خفیف اختلاف فروع کلام میں ہے یہ دونوں اہل سنت میں داخل ہیں۔ وجودیہ وحدت وجود کی قائل جماعت ملحد۔ بدمذہب۔ فاسد العقیدہ۔ بے دین۔ موحد۔ اللہ کی وحدانیت کا معتقد حماک اللہ عن القرناء السوٗ خدا تم کو برے ساتھیوں سے بچائے۔ تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا خدا اس سے بالاتر ہے۔ ومن ههنا...... ماقالوا بذلک اسی بنا پر ایک جماعت کا قدم جادہ تحقیق سے پھسل گیا تو وہ اس کے قائل ہو گئے کہ سوا ان چیزوں کے جنھیں ہم دیکھتے ہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے عالم ہی اللہ ہے اور اللہ خود عالم ہے

کوئی اور چیز نہیں ہے۔ اس غلطی کا سبب یہ ہے کہ انھوں نے محققین کی سی تحقیق (یعنی
تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی روشنی میں) نہیں کی ورنہ اس کے قائل نہ ہوتے۔ صلا
تجرید محقق نصیر الدین طوسی شیعی کی کتاب علم کلام میں ہے۔ میر سید شریف۔ سید
شریف جرجانی اور مولانا سعد الدین تفتازانی علمائے اہل سنت میں سے بڑے پایہ کے ہوئے ہیں
سمات جمع سمۃ بمعنی علامت۔ تعدد حقیقی یعنی واقع میں کئی حقیقتوں کا ہونا
بخلاف تعدد اعتباری کے یعنی ایک شے جو حقیقت میں ایک ہے اس کو کئی اعتبار
سے کئی سمجھ لینا۔ برہان دلیل مفید یقین۔ مکابرہ دعوی بلا دلیل کہ منشار او
کبر نفس باشد۔ صلا قاذورات۔ انجاس، پلید چیزیں۔ حاشا للہ۔ درینجا حاشا برائے
تنزیہ است یعنی خدا نخواستہ۔
صفہ ۱۲ قدم عالم عالم کا غیر مسبوق بالعدم ہونا۔ غایۃ۔ علت غائی۔ یعنی وہ امر کہ جس کا
وجود ذہنی معلول کے وجود خارجی سے پہلے ہو اور وجود خارجی اس کے بعد ہو سکے
اور وہی امر فعل کا باعث ہو۔ جیسے تخت کیلئے بیٹھنا۔ مثلاً
علۃ تامہ۔ جس کے وجود کو معلول کا وجود لازم ہو۔ صلا ان الفلاسفۃ
..... واثبتوا للہ الایجاب۔ فلاسفہ نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ عالم کا وجود میں
لانا اللہ تعالیٰ کی ذات کے لوازم میں سے ہے اس لئے ذات باری کا عالم سے خالی
ہونا محال ہے نتیجہ ظاہر ہے کہ ان کے لئے اللہ کی قدرت کا انکار اور اسکے لئے ایجاب کا ثابت کرنا
لازم آیا یعنی اللہ تعالیٰ عالم کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے بلکہ اس پر ایجاد عالم واجب ہے
کیونکہ قدرت ہونے کی صورت میں پیدا کرنا اور نہ پیدا کرنا دونوں پر اسے اختیار ہوگا
اور ان کے قول پر تو وہ ایجاد پر مجبور ہو گیا۔
قدوس لم یزل۔ تمام نقائص سے منزہ اور غیر مسبوق بالعدم۔
صفہ ۱۵ وجود خاص۔ وجود حقیقی محقق فی الخارج۔ پس ممکن بالذات باشد

کیونکہ جب وہ اپنے وجود میں غیر کی طرف محتاج ہوا تو وہ واجب بالذات تو ہو نہیں سکتا لہذا ممکن بالذات اور
واجب بالغیر ہوگا۔ معرا ابرا۔ خیالی۔ لابشرط شے۔ غیر مقید بچیزے نفیا و اثباتا
صفہ۱۶ درحد ذات خود اپنے مرتبہ ذات میں یعنی جبکہ اس ذات کے علاوہ کسی اور چیز کا لحاظ نہ کیا جائے
منافی عدم لذاتہ یعنی خود اس کی ذات بلا واسطہ غیر کے عدم کے محال ہونے کی مقتضی ہے۔
صفہ۱۷ حمل مواطاۃ حمل بالمواطاۃ اسے کہتے ہیں کہ محمول موضوع کی طرف بلا واسطہ کسی اور
مفہوم کے خود مسند ہو جیسے زیدٌ رجلٌ میں رجل زید کی طرف مسند ہے۔
حمل اشتقاق حمل بالاشتقاق یہ ہے کہ محمول موضوع کی طرف کسی اور مفہوم کے واسطے سے
مسند ہو یا یہ کہ محمول سے کوئی چیز مشتق کرکے اس کو مسند کیا ہو جیسے علم کی اسناد زید کی
طرف۔ اس طریقہ پر کہ زید ذو علم۔ زید لہ علم۔ زید عالم وغیرہ۔
صفہ۱۸ ممتنع الاشتراک۔ جس میں اور کی شرکت محال ہو۔
حکما۔ جمع حکیم کی۔ جن لوگوں نے موجودات کے احوال معلوم کرنے کی بقدر طاقت اوساط الناس
کے کوشش کی اور کسی مذہبی تعلیم کے پابند نہیں رہے بلکہ محض اپنی عقل اور سمجھ سے کام لیا وہ حکما
کہے جاتے ہیں۔ حکما دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جماعت جس نے چل پھر کر پڑھ پڑھا کر ادلہ
عقلیہ قائم کرکے اپنے دعووں کا ثبوت پیش کیا اس جماعت کا نام حکمائے مشائین ہوا۔ دوسری
وہ جماعت جس نے ریاضت و مجاہدہ سے صفائی قلب حاصل کرکے نور اشراق کے ذریعہ سے
حقائق اشیا کو معلوم کرنے کا دعویٰ کیا اس جماعت کا نام حکمائے اشراقین ہوا۔
معقولات اولے۔ چونکہ یہ مفاہیم ذہن میں پہلے حاصل ہوتے ہیں اس لئے ان کا یہ نام
رکھا گیا پھر ان صور ذہنیہ کو جو مفاہیم عارض ہوتے ہیں وہ معقولات ثانیہ قرار پائے کیونکہ وہ
ذہن میں معقولات اولے کے بعد آتے ہیں مثلاً پہلے انسان کا مفہوم سمجھا جاتا ہے۔ پھر دوسرے
درجہ میں اس کا کلی ہونا سمجھا جاتا ہے لہذا انسان کا مفہوم معقول اول ہوا اور اس کا کلی ہونا معقول
ثانی۔ صفہ ۱۹ کنہ۔ حقیقت۔ ظاہر البطلان جس کا غلط ہونا کھلا ہوا ہو۔ بادی الرائے ظاہر سمجھ
یعنی بظاہر۔ اشتراک لفظی ایک لفظ کے متعدد معنی ہونا۔ اشتراک معنوی۔ ایک مفہوم کے متعدد
افراد ہونا۔ برایں تقدیر اس صورت میں
صفہ۲۰ مستتبع مستلزم۔ ساتھ نہ چھوڑنے والا۔ شیخ محی الدین ابن العربی صاحب فتوحات
و فصوص وغیرہ از کبار اولیائے عظام قدس سرہ۔ مادام تا وقتیکہ۔ کما لا یخفی.... تامل جیسا کہ کچھ بھی
غور کا مادہ رکھنے والے پر یہ ظاہر ہے۔

۲۲ صفحہ ۲۱ قول بابنکہ انضمام۔ غالباً صحیح اس طرح ہے" قول با انضمام۔ زبدہ خلاصہ عمدہ
مقصود بالذات۔ اصلی مقصد۔ واجب الوجود اللہ تعالیٰ۔ لوازم عوارض ممتنع الانفکاک۔
عوارض عوارض ممکن الانفکاک۔ غایۃ مافی الباب۔ زیادہ سے زیادہ = اسلوب طریق۔ روش۔
شعر۔ عباراتنا شتی..... الجمال یشیر یعنی ہمارے الفاظ طرح طرح کے ہیں اور تیرا حسن
تو ایک ہی ہے اور ہر ایک اس جمال کو ظاہر کر رہا ہے شتی جمع شتیت بمعنی مفرق کذا فی المنجد۔
مغشی علیہ بے ہوش۔ جو غشی کی حالت میں ہو۔ من باب الاولی یعنی بدرجہ اولی۔
۲۳ ازل قدم۔ قبل خلقت = بجزئیات بوجہ جزئی۔ یعنی ہر ایک چیز کی ہر ایک حالت۔
علم قدیم وہ علم جو ہمیشہ سے ہے غیر مسبوق بالعدم = بماہیاتہا الکلیۃ واشخاصہا الجزئیۃ
یعنی کل چیزیں علم الٰہی میں اپنی ماہیات کلیہ اور افراد جزئیہ کے ساتھ موجود ہیں اس کے علم
سے کوئی حال باہر نہیں۔ العلم نقطۃ کثرہا الجاہلون علم ایک نقطہ ہے جسے جاہلوں
نے زیادہ کر دیا ہے یعنی اصل مقصد کیلئے تو مختصر بیان کافی ہے مگر نادان کے سمجھانے
اور ان کے شبہات زائل کرنے کیلئے بڑی بڑی عبارتوں کی ضرورت پڑ جاتی ہے = مرتسم منقش
ضیق۔ تنگ = صفحہ ۲۴ بالطف واشرف۔ صاف تر و بالا تر = متصرف نمی شود۔ دخل
نہیں پا سکتا = مجہول الکیفیت جس کی کیفیت معلوم نہیں۔ متعذر نا ممکن =
انحاء شتی مختلف اقسام = وجوہ مختلفہ۔ وجوہ مختلفہ صحیح ہے =
ھذا الخفی..... الراسخون فی العلم یہ اس بیان کا خلاصہ ہے جسے
ہمارے مشائخ میں سے بعض محقق نے ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اسے نہیں جانتے سوا ان لوگوں
کے جو علم میں کامل ہیں = وللہ المثل الاعلیٰ اللہ کیلئے بلند مثل ہے آسمانوں میں اور زمین میں
۲۵ منصبغ شود رنگین ہو جاتا ہے = کما بین فی المثال جیسا کہ مثال میں بیان کیا گیا =
فافہم ولا تتوہم اسے سمجھ لو اور گرفتار وہم نہ ہو = ۲۶ دو جہت دو حیثیتیں =
شعر نکاتنا شئین..... للرائی۔ ہماری آنکھوں میں وہ دو چیزیں ہیں (انکی حالت ایسی ہے)
جیسے شیشے کی صفائی شراب کی صفائی میں۔ کہ علم تو دوسری چیز کی شہادت صاف عقل والوں کیلئے
دیتا ہے۔ مگر آنکھ دیکھنے والوں کو ایک ہی چیز دکھاتی ہے۔ ولکنہ مزج..... ثانیاً لیکن وہ
تو ایسی لطیف اور صاف آمیزش (دو چیزوں کی) ہے کہ دیکھنے میں ایک چیز ہے اور معرفت دوسری چیز کی
شہادت دیتی ہے ۲۷ در مرایائے متعددہ کئی آئینوں میں = اعوجاج۔ ٹیڑھا ہونا = استقامت۔ سیدھا ٹھیک ہونا
ظلال۔ جمع ظل کی = عکوس جمع عکس کی = سرایت۔ ساری ہونا = اکابر۔
صوفیہ کرام۔ فقط

محمد احمد